غزل

جناب فانی مرادآبادی

سینکڑوں رنگیں سلام آتے رہے جاتے رہے / صبح و شام اُن کے پیام آتے رہے جاتے رہے
میں ہی تشنہ لب اُٹھا ورنہ تو یہ عالم ہوا / دم بدم محفل میں جام آتے رہے جاتے رہے
اک ترا دردِ محبت ہی نہ دل سے جا سکا / حادثے تو صبح و شام آتے رہے جاتے رہے
مُنہ کے بل گرتے ہی دیکھا آج تک ہر راہبر / کیسے کیسے تیز گام آتے رہے جاتے رہے
تھی جنوں کی رہبری اُس جائے عقل و ہوش کی / چند ایسے بھی مقام آتے رہے جاتے رہے
آرزوئے دل کسی کی بھی نہ پوری ہو سکی / عشق میں لغزیدہ گام آتے رہے جاتے رہے
کون اس دار و رسن سے آج تک جھجکا ندیم / حق پسنداں زیر دام آتے رہے جاتے رہے

غزل

جناب شارق ایم اے

وہ وقت بھی کیا وقت تھا جب تیرے قریں تھا / ہر خوابِ محبت مرا معراجِ یقیں تھا
کچھ اور ہی عالم تھا مرا تجھ سے بچھڑ کر / شاداں بھی نہیں تھا میں پریشاں بھی نہیں تھا
کیا شے تھی وہ دزدیدہ نظر یہ نہیں معلوم / یہ یاد ہے اک درد سا پہلو میں کہیں تھا
تھا دیر و حرم کے لئے معراجِ تمنا / وہ سجدۂ بے نام جو مقصودِ جبیں تھا
کیا چیز تھی محویتِ پُر شوق نہ پوچھو / میں دور رہا اُن سے مگر اُن کے قریں تھا
جس سجدہ کا احساس رہا وقتِ عبادت / وہ سجدہ محبت کے لئے ننگِ جبیں تھا

یہ حال تھا شارق کا بھی کل میرؔ کی صورت
"آنکھیں تو کہیں تھیں، دلِ غمدیدہ کہیں تھا"